بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

دنیا مین ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملون سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔

ان اللہ قد صرح لکم وقت مسیحہ وما ترک من ادلۃ

بدر

غیر معمولی پرچہ

ولقد نصرکم اللہ ببدرٍ وانتم اذلۃ

چو یم بانو گرائی چہا در قادیان بینی

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۸۸

دوا بینی ۔ شفا بینی بغرض دار الامان بینی

سلسلۃ الجدید جلد ۱ نمبر ۳۵ | مورخہ ۱۳۔ نومبر ۱۹۰۵ء ۔ ۶ ۔ یوم دوشنبہ ۔ ۱۵۔ رمضان المبارک ۱۳۲۳ھ | سلسلۃ القدیم جلد ۱ نمبر ۴۲

ای جہان منتظر خوش باش کامد دلستان | ایڈیٹر محمد صادق عفی اللہ عنہٗ | آن مسیح دور آخر مہدیٔ آخر زمان

مکرمی ومخدومی جناب خان صاحب ذوالفقار علی خان صاحب جنہانے ایک نظم حضرت مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم کی وفات پر ملال پر بطور مرثیہ ارسال فرمائی ہے۔ چونکہ یہ نظم ہر شخص کے پڑھنے کے قابل ہے۔ اور اس سے یہ سبق ملتا ہے۔ کہ ہر فرد بشر کو ایک نہ ایک دن موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ اس واسطے اس نظم کو درج اخبار کیا جاتا ہے۔ محرر بدر۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مرثیہ وفات حضرت مخدوم الملت مولوی عبد الکریم صاحب صانی مرحوم مغفور

*

اے کریم خوش مقال ۔ اے صانیٔ روشن خیال
تیری فرقت نے کیا ہم کو ہے آشفتہ حال
تیری تقریرین معانی خیز و دلکش دل پسند
وہ تری معجز بیانی بے نظیر و بے مثال
تیرے اخلاق کریمانہ مین تھا صدق و صفا
تیری طرز زندگی تھی راستبازون کی مثال
تیری خلوت اور جلوت مین تھا اخلاص و وفا
معرفت کے رنگ مین رنگین تیرا حال و قال
اے گل خندان باغ معرفت تو ہے کہان
اب تجھے لائین کہان سے ڈھونڈ کر ای خوش خصال
تری خوش الحانیان کانون مین پڑتی ہین مگر
تیرا چہرہ اب نظر آتا نہین اے خوش جمال
تیرے چھٹنے سے ہمین صدمہ ہے لیکن اے اخی
عالم فانی سے کرنا ہے سبھی کو انتقال
موت اپنے وقت پر لازم ہے ہر شے کے لئے
ٹل نہین سکتا کبھی حکم خدائے ذو الجلال
ضعف انسانی سے ہمکو ہے یہ سارا رنج و غم
ورنہ مومن کے لئے یہ وقت ہے وقت وصال
خوش نصیبون کو ملا کرتی ہے ایسی زندگی
یہ حیات طیبہ ہے اس کا کیا رنج و ملال
خوش نصیب ایسکے جیسے ہو جلد یہ فرقت نصیب
وہ مبارک جس کے حق مین نکلے ایسی نیک فال
یہ حیات دنیوی مومن کو ہے اک ابتلاء
یہ ہے وہ دار المحن رنج و الم جس کا مآل
اے خدا اے مرجع خورد و بزرگ و جزو و کل
توہمین بھی ان مصائب ان بلاؤن سے نکال
اے خدا ہم کو بھی ہو یہ نعمت قربت عطاء
تا نہ ہو تیری بھری محفل مین شرم و انفعال
خوش نصیبون مین کسی سے کم نہ تھا عبد الکریم
اس کی مرگ و زندگی دونون بجائے خود مثال
یہ رہا جب تک جہان پر دل مین اس کا گھر رہا
کس خوشی سے اس نے کاٹے اپنے سینتالیس سال
جب زمانہ مین ہوا دور بہار دل کشا
مہدی آخر زمان کا جب نظر آیا جمال
لگ گئی اک آگ سی ہر سمت ہندوستان مین
دشمن حق ہو گئے اکثر شیوخ با کمال
عالمون کی فوج برسانے لگی تیر و تفنگ
کوئی کافر مفتری کہتا کوئی دجال ضال
تھا بظاہر بیکس وبے یار مامور خدا
نصرت حق کے لئے تھا ہند مین قحط الرجال
یون تو کہنے کے لئے لاکھون مسلمان تھے یہان
شیفتہ اسلام کے ان مین تھے لیکن خال خال
چھا گئی تھی مطلع اسلام پر کالی گھٹا
چھپ گیا تھا آفتاب صدق کا حسن و جمال

[illegible]

یہ کریم النفس رکھتا تھا - مگر قلب سلیم
سر مین نخوت تھی نہ دل مین اس کے حب جاہ و مال
دل مین پہلے ہی سے تھی عشق الٰہی کی چمک
ملگیا نسخہ مسیح وقت سے جب حسب حال
بڑھ گیا جوش محبت صدق و اخلاص و وفا
بھر گیا رگ رگ مین اس کی بادۂ ذوق وصال
ابتدا ہی سے محبت تھی کلام اللہ کی
ہو گیا اس سوز پنہان مین دیکھ اشتعال
تشنہ روحی کھینچ لائی سوئے بحر معرفت
پہلوئے احمدؐ مین آبیٹھا یہ مرد خوش خصال
سخت مشکل کام ہے اپنے وطن کو چھوڑنا
فرقت خویش و اقارب فرقت اہل و عیال
سخت تر اس سے بھی ہے نبیون کی صحبت مین قیام
یہ رفاقت چاہتی ہے استقامت کا کمال
اے ہمایون بخت انسان اے اخی عبد الکریم
یہ اقامت قوم کے حق مین تھی اک عمدہ مثال
شدت امراض مین بھی تو رہا ثابت قدم
تو نے آخر تک نہ چھوڑی باوفا لوگون کی چال
تربت تو عنبرین باد اے انیس و جان نثار
بر تو بر اہل و عیالت باد فضل کردگار

بند دوم

اے دل غمناک بس اے دیدۂ خون بار تھم
نامناسب ہے یہ ماتم نامناسب ہے یہ غم
ہے دعائے مغفرت اس درد فرقت کا علاج
دیدۂ خون بار شوق وصل خالق مین ہو نم
رنج دل مین ہو تو ہو اس اپنے رہ جانے کا رنج
کچھ الم ہو بھی تو ہو اس قید ہستی کا الم
دل دکھاتی ہے ہمیشہ فطرتاً مرگ اخی
صابر و شاکر قضا پر اس زمانہ مین ہین کم
لیکن اے بیتاب دل اچھا نہین یہ اضطراب
واجب التعمیل ہے تیرے لئے حکم حَکَم
جانے والی چیز کا دنیا مین غم کرنا فضول
جو گیا اس کو نہین پھر لوٹ کر لینا جنم
جیسے اگلے چل بسے ہم کو بھی چلنا ہے ضرور
رہنے والی ہے ہمیشہ ذات رب ذو الکرم
مرنے والے پر خدا کی رحمتین ہون تا ابد
رہنے والون کو مناسب ہے بنین نقش قدم
نقش بر آب اس حیات چند روزہ کا ہے نام
اس مین سستی زہر ہے اسمین تغافل ہے ستم
چاہیئے کچھ زاد راہ آخرت اے ہوشمند
اس سفر مین کام آئین گے نہ دینار و درم
مرنے والے کی طرح ہان چاہیئے حسن عمل
تا رہے ہم پر ہمیشہ سایۂ فضل و کرم
تا ہماری مشکلین آسان ہون منزل سہل ہو
تا نہ سد راہ ہون دنیا کے یہ ناز و نعم
کچھ بہت دوری نہین ہان فضل مولیٰ چاہیئے
عنقریب اے صافیٔ مرحوم ملجائین گے ہم
غم غلط کرنے کو یارب نے کوئی نعم البدل
تا بچھڑنے والے کی فرقت کا کچھ صدمہ ہو کم
ہم کو تقویٰ ہم کو نور معرفت درکار ہے
ہم نہین ہین تجھ سے یارب طالب جاہ و حشم
اتباع سنت احمدؐ کی تو توفیق بخش
اپنی راہ راست پر تو ہم کو رکھ ثابت قدم
دوستو تیار رہنا لگ رہا ہے چل چلاؤ
کوئی آگے کوئی پیچھے جا رہا ہے دمبدم
ساتھ جائین گی نہ خویش و اقربا کی بیلسین
جیتے دم تک کے ہین یہ فرزند و زن یہ خدم و حشم
ہست گو ہر باغ دنیا را بہار چند روز
دل مدہ ہرگز بہ عیاریکہ یار چند روز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

۶

تازہ اخبار از لدھیانہ مورخہ ۶ - نومبر ۱۹۰۵ء - آج صبح بموجب اشتہار کے جو پہلے شایع ہو چکا تھا - حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وعظ ایک بڑے جلسہ مین ہوا - ۸½ بجے سے لے کر ۱۱½ بجے تک قریب ۳ گھنٹہ تک اسلام کی خوبیون اور سلسلہ حقہ کی صداقت پر ایک مفصل تقریر کی ہے - کئی ہزار آدمی جمع تھا - بعد تقریر کے مصری شاہ صاحب نے اپنا ایک مکاشفہ حلفاً نہایت جوش کے ساتھ بیان کیا - جو بعد مین درج کیا جائے گا - ذیل مین تقریر کا اشتہار اور ہر دو اشتہار جو شیخ یعقوب علی صاحب کی طرف سے مخالفین کے رد مین شایع کئے گئے تھے - درج کئے جاتے ہین -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۰ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

آؤ لوگو کہ یہین نور خدا پاؤ گے ۰ لو تمہین طور تسلی کا بتایا ہم نے

عالیجناب مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعودؑ کی تقریر

آج صبح ۶ - نومبر ۱۹۰۵ء کو آٹھ بجے کے قریب متصل مکان آریہ سکول متصل کمیٹی باغ عالیجناب حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعودؑ جو اتفاق حسنہ سے دو دن کے لئے لودیانہ آگئے ہین - ایک تقریر کرین گے - جس مین اسلام کی سچائی اور اس کی موجودہ حالت اور اصلاح کے وسائل کا ذکر ہوگا - اور اس مین ظاہر کرین گے - کہ حقیقی نجات کس طرح حاصل ہو سکتی ہے - نیز اُن غلطیون کو دور کرین گے - جو مسلمانون مین اسلامی توحید کے متعلق پھیل گئی ہین - یہ تقریر محض بطور تبلیغ ہوگی - جو ہماری درخواست پر آپ نے کرنی منظور فرمائی ہے اس مجمع مین کسی شخص کو بولنے اور کچھ کہنے کی ہرگز اجازہ نہین ہے - بلکہ ایسے شخص کو اس مجمع مین آنا قطعاً حرام ہے ہان اگر کوئی شخص محض نیک نیتی سے سننے کے لئے آنا چاہے - اسے اجازت ہے - یہ یاد رہے - کہ اس تقریر مین حضرت اقدس کے تمام دعاوی کے دلائل خوب کھول کر بیان کئے جائین گے -

المشتہر

جماعت احمدیہ لودیانہ

ضروری نوٹ - کسی شخص کو کسی قسم کے مباحثہ کی اجازت نہین ہے - اور دوران تقریر یا بعد مین بولنے کا کوئی حق نہین ہوگا -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۰ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

سعد اللہ نو مسلم کی مہمانی اور مامور من اللہ کے آنا کانی

کسی شخص سعد اللہ نامی نے ۲۰ - رمضان المبارک کا چھپا ہوا ایک معذرت اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وارد لودیانہ پر بطور مہمانی شایع کیا ہے - اس اشتہار کو پڑھ کر دانشمند اور متین پبلک بخوبی سمجھ لے گی کہ جس نے اپنے آبائی مذہب کو اخلاق فاضلہ اور روحانیت کے اصول کے لحاظ خیرباد کہا تھا - وہ ان امور کے کس درجہ تک پہنچا ہے اور اس پیرانہ سالی مین بھی اس کے مونہہ سے وہ باتین نکل رہی ہین جو اسلام کے خطرناک دشمن کے مونہہ سے بھی نہین نکل سکین -

سعد اللہ صاحب نے جو کچھ بطور مہمانی پیش کیا ہے - وہ تو عطائے تو بلقائے تو شکر گزاری سے انہین واپس کرتے ہین ہان اپنی طرف سے اس پر کچھ مستزاد کر دیتے ہین - اور گالیون اور بیہودہ گوئی کو چھوڑ کر تہذیب اور متانت کے ساتھ ان کے اس اشتہار پر نظر کرتے ہین -

اولاً - میان سعد اللہ صاحب نے بقول مثل مشہورہ پرانے بوتے پر شکرہ پالنا - میان ثناء اللہ صاحب امرتسری کے الہامات مرزا کو پیش کیا ہے - کاش سعد اللہ صاحب کو معلوم ہوتا کہ خود مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری جب قادیان جا کر

آریون کا مہمان ہوا تھا۔ تو اُسے علیٰ منہاج نبوت پیشگوئیون کے پرکھنے کی دعوۃ کی گئی۔ مگر وہ اس طرف نہین آیا۔ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب کی بجائے سعد اللہ صاحب کو یہ حوصلہ ہے۔ تو بسنر ہے۔ وہی اس معیار پر اپنے اعتراضون کو پرکھوا لین

ثانیاً۔ میان سعد اللہ صاحب نے لکھا ہے۔ کہ مرزا صاحب نے انبیاء علیہم السلام کی نسبت مریدون کو پڑھا دیا ہے۔ کہ وہ بھی ایسی غلط پیشگوئیان کیا کرتے تھے۔ یہ ایک خطرناک اتہام ہے جو حضرت حجۃ اللہ اور آپ کی جماعت کی نسبت لگایا گیا ہے اس کے جواب مین اول تو ہم لعنت اللہ علی الکاذبین کہتے ہین۔ اور ازان بعد نو مسلم صاحب کو دعوت دیتے ہین۔ کہ اگر وہ یہ فقرہ حضرت حجۃ اللہ کی تعلیم مین بہ این الفاظ دکھا دین تو کم از کم سمجھا جائے گا۔ کہ اُنہون نے جھوٹ کی نجاست پر دانہ نہین مارا۔ اور اگر وہ نہ دکھا سکین۔ اور ہرگز نہین دکھا سکین گے تو پھر اس سے بڑھ کر اور شرمناک اخلاقی حالت ایک شخص کی کیا ہو سکتی ہے۔ کہ وہ چھاپ کر اس شخص کی نسبت جو تین لاکھ کی معزز جماعت کا پیشوا ہے۔ ایک افترا کرتا ہے

ثالثاً بشیر۔ آتھم۔ محمد سلطان۔ لیکھرام۔ وغیرہم کسی پیشگوئی پر علیٰ منہاج نبوت سعد اللہ میرے ساتھ تحریری مناظرہ کرلے۔ جو اسی مجلس مین بیٹھ کر لکھا جاویگا۔ پھر اس کو معلوم ہو جاویگا۔ کہ اس نے کہان تک راستی سے گریز کیا ہے اسی اشتہار مین میان سعد اللہ نو مسلم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جملہ اکابر صحابہ پر ایک خطرناک حملہ کیا ہے۔ جس سے یہ پایا جاتا ہے۔ کہ آپکے دل مین مشن کی تازہ روٹیون نے خاص اثر پیدا کیا ہے۔ چنانچہ مسیح ابن مریم کی وفات کے متعلق آپ لکھتے ہین کہ آپ کے چیلے چانٹے علم سے بالکل بے بہرہ جو نہ سمجھ سکین۔ نہ دیکھ سکین۔ آپ نے اُن کو ایک سبق زبانی پڑھا دیا ہے۔ جس کا اصل استاد علی گڑھی پیر نیچری ہے۔ آپ نے بھی یہ سبق اسی بڈھے کی تفسیر سے پڑھا ہے۔ کہ حضرت عیسےٰ مر گئے۔ سعد اللہ ایمان سے بتا کیا یہ سبق علی گڑھی نے دیا ہے یا قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی سبق پڑھایا تھا۔ کیا اگر حضرت عیسےٰ کی وفات کا مسئلہ سرسید نے ہی لکھا تھا۔ تو کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سرسید سے سیکھا تھا۔ جنھون نے لیلۃ المعراج مین حضرت مسیح کو مُردون مین دیکھا۔ کیا خدا تعالیٰ نے بھی سرسید سے ہی سیکھا تھا۔ جبکہ انی متوفیک اور فلما توفیتنی کہا۔ کیا صحابہ کا اجماع جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل۔ پڑھ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ذریعہ ہوا۔ وہ بھی سید کے شاگرد تھے۔ اے شوخ اور ناسمجھ انسان تیرے اس حملہ کا اثر کس پر ہوتا ہے شیم! شیم!! شیم!!! بہرحال خلاصۃً اگر آپ اس مسئلہ کو سرسید ہی کا اختراعی مسئلہ کہتے ہین اور سمجھتے ہین۔ تو پھر تجھ پر اس وقت تک کھانا پینا حرام ہے۔ جب تک تو یہ ثابت نہ کرے

آمیدان مین نکل۔ اور سب سے پہلے اسی مسئلہ مین گفتگو کر لے۔ تاکہ پبلک پر تیری قابلیت اور ہمہ دانی کا راز کھل جاوے۔ تو مرزا صاحب کے مریدون کو بے بہرہ اور اندھا کہتا ہے۔ حالانکہ حضرت حجۃ اللہ کے خدام مین ایسے علامۂ دہر موجود ہین۔ جن کا نظیر آج مادر گیتی پیدا نہین کر سکتی۔ پھر تیرے لئے مشکل ہی کیا ہے؟ مین بھی ایک ادنیٰ خادم ہون۔ مین بفضلہ تعالےٰ تیرے ان دعاوی کی حقیقت کھولنے کو آمادہ ہون۔ سب سے پہلے اسی مسئلہ وفات مسیح پر گفتگو کرتا حق کھل جاوے۔ پھر سلسلہ بہ سلسلہ طبعی طور پر تمام مسائل مین گفتگو ہو سکتی ہے۔ مین چونکہ مہمان ہون۔ اور تو نے ہی مہمانی پیش کی ہے۔ اس لئے تیرا فرض ہوگا۔ کہ ہر قسم کے انتظام کا تو ہی ذمہ وار ہے گفتگو تحریری ہوگی۔ جو اسی مجلس مین لکھی ہوگی۔

مین اس سے زیادہ اور کچھ نہین کہنا چاہتا۔ تیری گالیون اور دوسرے امور کو حوالہ بخدا کرتا ہون۔ اور یقین کرتا ہون۔ کہ وہ خدا جس کے مامور کی تو نے اس قدر ہتک اور توہین کی ہے۔ خود اس کا محاسبہ کریگا۔ وما علینا الا البلاغ

سعادت مند ہو کر جی اگر کچھ نقد پانا ہے
خدا سے ڈر کہ رہ آخر اسی کے پاس جانا ہے
ذرا آنکھون سے غفلت کا اُٹھا پردہ تو اے سعدی
ضرورت کو سمجھ اور دیکھ یہ کیسا زمانہ ہے
زمانہ کے مفاسد دیکھ کر رونا نہین آتا؟
ترا مطلب امام وقت کے دل کو دکھانا ہے
تیری یہ خود روی برعکس منہاج نبوت ہے
سراسر حمق اور یہ تری حرکت ابلہانہ ہے
شرافت بدلگامی سے نہین ہے اسپ تازی کو
چلے سیدھا نہ او گس ہے نہ اس کو تازیانہ ہے
امام وقت کے حق مین یزیدیت ہے بدگوئی
حقیقت مین حسین ابن علی کا خون بہانا ہے
یہ کیا شور و فغان ہے جیتا پھرتا ہے کیون اُلو
مبارک ہے وہ گھر جس مین ہُما کا آشیانہ ہے
اگر مہمان نوازی کی نہ تھی مقدور کچھ تجھ مین
شریعت مین کہان جائز مسافر کو ستانا ہے
تجھے سنت طریقہ سے ضرورت تھی
مسافر بے وطن ہم مین ترا گھر لو دھیانہ ہے
لگا کر گالیان لائے ہماری میہمانی مین
یہ گھر ہے گالیون کا یا ترا مہمان خانہ ہے
رسول اللہ نے کی مہمانی ایک یہودی کی
جو دیکھا صبح آکر بوریئے پر پاخانہ ہے
ذرا تیور نہ بدلے اور نہ میل آئی طبیعت مین
یہ سمجھے خدمت مہمان کا خاصہ بہانہ ہے
مسلمانون کا دعویٰ اور عقیدہ آپ کا کیا ہے
محمدؐ کو دبانا اور مسیحا کو جِلانا ہے
حیا کی آنکھ اندھی ہوگئی دیکھو مسلمانو
یہ کیون ان شوخ چشمون کا شعار آنکھین لڑانا ہے
نکل آؤ میدان مین اگر کچھ زور بازو ہے
سنبھل کر دیکھنا آخر کو تم نے ہار جانا ہے
توفی کی کرو تحقیق مردے کو کرو زندہ
نہین تو مفت مین بیہودہ سر کھپانا ہے
مسیحا پر دل و جان اپنا قربان کیون نہ ہو ثاقب
یہ ان کا سلسلہ سچا الٰہی کارخانہ ہے

نوٹ ۔ جواب آج شام تک چھپا ہوا دو۔

الراقم ۔ شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان نزیل لودہیانہ

۲ نومبر ۱۹۰۵ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پدر نتواند پسر تمام کند

مولوی عبد اللہ لودیانوی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اول الکافرین تھے۔ اور اسی کفر مسیح موعود مین اُنھون نے سہارن پور کے راستہ مین وفات پائی۔ اور اسی طرح پر ان کے دوسرے عم مکرم بھی اس سلسلہ کی اشد مخالفت کے باوجود اس کی ترقی کو نہ روک سکے۔ ان کے مرنے کے بعد آپکے خلف الرشید نے سعدی کے مندرجہ عنوان ارشاد پر خوب عمل کیا ہے۔ اور پھر حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکفیر سے مکہ اور مدینہ کی سیر کرنی چاہی ہے۔ تعجب ہے۔ کہ باوجودیکہ مولوی عبد اللہ اینڈ برادرس کے متعلق گورنمنٹ کی طرف سے جس جس قسم کے سرٹیفکیٹ ملے ہوئے تھے۔ وہ ان کے خلف الرشید کو یاد ہون گے۔ مگر پھر بھی وہ مسیح موعود کے کفر کے لئے مکہ اور مدینہ اور سلطان المعظم سے ورے ٹھہرنا نہین چاہتا

علماء سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے ضروری نہین کہ ایسے اشتہارون پر توجہ کرین۔ کیونکہ جبکہ ان مین سے مثلاً فاضل امروہی کی ہی بیسیون کتابین اور رسالہ اب تک لاجواب پڑے ہوئے ہین۔ اور جب تک یہ لوگ ان کا جواب نہ دے لین۔ جو قیامت تک نہ ہو سکے گا۔ کچھ ضروری نہین کہ وہ ایسے لوگون کو خطاب کرین۔ ان کے لئے تو ہم اونے چاکران سلسلہ بفضلہ کافی ہین اس لئے اگر مولوی ابو محمود محمد رمضان صاحب انکو اپنے جالا زدگا

کی سنت پوری کرنے کے لئے حوصلہ باقی ہے۔ تو بطور تحقیق حق نہ تحریک مذہبی قمار بازی اس معاملہ مین میرے سے گفتگو کرے۔ لیکن انتظام اور اجازت سرکار کے متعلق مولوی صاحب کا یہ فقرہ دیکھ کر مجھے حیرت ہوئی۔ کہ وہ حضرت حجۃ اللہ کو مکان اور اجازت سرکار سے لینے کا ذمہ دار ٹھہراتے ہین۔ حالانکہ یہ کام تو انہین بہ حیثیت رئیس شہر ہونے کے خود کرنا چاہیئے تہا۔ اور اس لئے بہی کہ خود ہی مباحثہ کی استدعا کرتے ہین۔ مین اس سر کے سمجھنے سے قاصر ہون۔ کیا وہ سرکار سے بدظن ہین۔ یا سرکار ان سے بدظن ہے

مولوی صاحب آپ کے والد صاحب اور چچا صاحبان تو حضرت حجۃ اللہ کی تکفیر کرکے ہی اس سلسلہ کی ترقی کو روکنے مین ناکام اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اب آپ کیا کر لین گے۔ تاہم اگر حوصلہ ہے۔ تو سرکار سے اجازت لے کر اور انتظام کرکے مطبوعہ اطلاع دو۔ اور پہر سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق جس مسئلہ مین آپ چاہین۔ گفتگو تحریری کر لین۔ لیکن سلسلہ طبعی کو مقدم رکھا جاوے گا۔ اور سب سے پہلے مسئلہ وفات مسیح پیش ہوگا۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ ما استکبر و ما ابیٰ

نوٹ۔ خوب یاد رکھئے۔ کہ حضرت حجۃ اللہ چونکہ انجام آتہم مین مباحثات بند کر چکے ہین۔ اور علاوہ برین آپ کی ساٹھ سے زیادہ کتابین لاجواب پڑی ہوئی ہین۔ اور وہ ہر طرح سے اتمام حجت کر چکے ہین۔ اس لئے یہ محض خام خیالی ہے۔ جو حضرت حجۃ اللہ کو مباحثہ کے لئے خطاب کیا جاوے۔ کیونکہ وہ ہر طرح سے اپنی سچائی کو روز روشن کی طرح ثابت کرکے آخری خدائی حجت پوری کر چکے ہین۔

نوٹ۔ جواب مطبوعہ آج شام تک ملنا چاہیئے۔ کیونکہ کل صبح مین یہان سے جانا چاہتا ہون۔ اگر مندرجہ بالا طریق پر خود گفتگو منظور کرو۔ تو مین ٹھہر جاؤن گا۔ اور شرائط طے ہو جائین گے۔

لدہیانہ کے مسلمان اور انصاف پسند پبلک کو معلوم رہے۔ کہ جماعت احمدیہ لدہیانہ نے ۴۔ مارچ ۱۸۹۷ء کو ایک اشتہار مولوی محمد رمضان کے عم مکرم مولوی عبد العزیز کو مخاطب کرکے دیا تہا۔ کہ وہ حیات مسیح مین ایک عربی رسالہ لکھین۔ جس کو انجمن احمدیہ اپنے خرچ سے چھپوا دیگی مگر مولوی عبد العزیز مر گئے۔ اور یہ حسرت ساتھ لے گئے آپ کی سعادت اور غیرت کا تقاضا یہ ہونا چاہیئے۔ کہ مولوی عبد العزیز کی روح کو اس قرضہ سے سبکدوش کرین۔

المشتہر

خاکسار شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان نزیل لودہیانہ

۶۔ نومبر ۱۹۰۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خدا کی تازہ وحی

۹۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء۔ صبح۔ رؤیا۔ خواب مین گتا دکھائی دیا۔ فرمایا۔ اس سے مراد کوئی مفسدہ ہنگامہ ہوتا ہے الہام۔ جو اس کے ساتھ ہوا۔ یہ ہے۔ اِنّی مع الرسول اقوم

اس کے بعد ۹ نبے امرتسر کے مخالف مولوی وغیرہ لوگون نے وہ ہنگامہ کیا۔ جس کا ذکر نیچے اسی اخبار مین درج کیا جاتا ہے۔

تازہ اخبار

۱۱۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء۔ حضرت اقدس بمعہ اہل بیت و خدام بخیر و عافیت آج جمعہ کے دن قریب بارہ بجے دن کے داخل قادیان ہوئے۔ اور نماز جمعہ با جماعت ادا کی۔ حضرت اقدس ع ۸۔ نومبر ۱۹۰۵ء کی صبح لودہیانہ سے روانہ ہوئے تھے اور قریباً ڈیڑہ دن امرتسر مین قیام فرمایا۔ لودہیانہ مین ۷۔ نومبر ۱۹۰۵ء کی صبح کو تقریر ہوئی تہی۔ جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ ۹۔ تاریخ کی صبح کو امرتسر مین ایک تقریر کیواسطے تجویز ہو گئی۔ جس کے لئے رائے گنہیالال صاحب وکیل کا لکچر ہال لیا گیا تہا۔ لکچر ہال سب آدمیون سے بھر گیا تہا۔ ۹ بجے کے بعد حضرت نے تقریر شروع کی پہلے یہ بیان فرمایا کہ قریباً چودہ سال پہلے جب کہ مین یہان آیا تہا۔ تو اس وقت چند آدمی میرے ساتھ تھے۔ مولوی لوگون نے مجھے کفر کا فتویٰ دیا۔ اور عبد الحق غزنوی نے میرے ساتھ مباہلہ کیا یعنی میت نے اور اس نے قسم کہائی۔ جسمین مین نے کہا کہ اگر مین اپنے دعویٰ مین جہوٹا اور مفتری ہون۔ تو خدا مجھے ذلیل اور ہلاک کرے۔ اس مباہلہ کے بعد خدا تعالےٰ نے میری بڑی نصرت کی۔ تین لاکہ سے زیادہ آج میرے مرید ہین۔ اور کثرت سے مخلصین میرے گرد ہین۔ اور باوجود مخالفین کی سخت کوششون اور منصوبون کے خدا تعالیٰ نے مجھے مقدمات سے بچایا۔ اور بہت سا مال مجھے بھیجا۔ غرض قریب پونے گھنٹہ کے حضرت نے تقریر کی۔ جو اخبار مین چہاپی جائیگی۔ اور اس کے بعد آپ نے اسلام کی خوبیون کا ذکر شروع کرنا چاہا۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ مخالفین نے جو پہلے سے منصوبہ کرکے آئے تھے۔ کہ درمیان مین شور ڈالین تا کہ کوئی سننے نہ پائے۔ اور جسمین غزنوی گروہ اور مولوی ثناء اللہ کی پارٹی کے آدمی شامل تھے۔ ایک بڑا ہنگامہ اور شور مچایا اور بعض نے تالیان بجائین اور سیٹیان مارین اور بعض نے گالیان فحش دینی شروع کر دین۔ امرتسر کے رؤسا نے کہڑے ہو کر بار بار انکو سمجہایا اور پولیس نے بہت بٹہانا اور خاموش کرانا چاہا۔ مگر کسی نے ایک نہ مانی۔ اور اسقدر شور برپا کیا کہ لیکچر کو بند کرنا پڑا۔ اور لوگون کو منتشر کرنا چاہا۔ مگر نہ ہوئے۔ اور جب حضرت گاڑی پر سوار ہونے لگے۔ تو پتھر اور اینٹین بارش کی مانند برسانی شروع کین یہ خدا کی حفاظت تہی کہ ہم سب بچ گئے ورنہ ہم پر پتھر اس طرح پڑ رہے تھے۔ جس طرح طائف والون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھر پہینکے تھے۔ زیادہ مفصل حالات اگلے اخبار مین درج کئے جائین گے۔ حضرت نے اسی جگہ فرمایا۔ ضرور تہا۔ کہ یہ سنت بہی پوری ہوتی۔ کیونکہ تمام نبیون کے ساتہ یہ حالت ہوتی رہی ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وعظ کے وقت بہی یہ منصوبہ بازی کی گئی تہی۔ کہ جب قرآن شریف پڑہا جاوے۔ تو درمیان مین شور ڈال دو۔ تا کہ کوئی شخص قرآن شریف نہ سن سکے

احباب امرتسر نے باوجود ایک غریب جماعت ہونے کے ایک بڑا بوجھ مجمع کثیر کی مہمان نوازی کا اپنی گردن پر اٹھایا۔ حضرت کے لیکچر کی خبر سن کر اطراف سے بہت دوست امرتسر آکر جمع ہو گئے تھے۔ امرتسر کے احمدیون نے نہایت ہمت حوصلہ اور فراخ دلی کے ساتھ سب کی خدمت کی۔ اور ہر طرح سے سب کو آرام پہنچایا۔ ہر دو وقت کہانے پینے کا انتظام۔ صبح شام چائے کا انتظام۔ مکان کا انتظام سب خاطر خواہ تھے ہم دعا کرتے ہین۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کو جزائے خیر دے اور ان کے اموال اور تعداد مین برکت دے۔ اس کے متعلق کچھ اور زیادہ حالات مین پہر ہی لکہون گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ

اس وقت مین نے مناسب سمجہا ہے۔ کہ چھپتے ہوئے اخبار مین چند باتین مختصر طور پر درج کر دون۔ کیونکہ آج ہی قادیان مین پہنچا ہوا ہے۔

<u>ناظرین بدر</u> کی خدمت مین باادب التماس ہے۔ کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایام سفر دہلی مین جہانتک مجھ سے ہو سکا ہے۔ مینے آپ صاحبان کو تازہ اخبار کے پہنچانے اور ایسے وقت مین جبکہ ہر شخص حضرت کے سفر کے حالات سے جلد جلد آگاہی حاصل کرنیکا خواہشمند رہتا ہے ہر طرح سے آپ کی خدمتین بجا لانے مین کوشش کی ہے بجائی ہفتہ وار اخبار کو ہفتہ مین دو دو دفعہ اور تین دفعہ اخبار نکالتا رہا ہے اور اگرچہ کافی فنڈ موجود نہ ہونے کے باعث ٹکٹون کی خریداری مین کچھ دقت ہوتی رہی ہے تاہم اکثر احباب نے شکریہ کیساتھ مجھے اطلاع دی ہے کہ اس موقع پر اخبار بدر نے ان کی نہایت مدد دی ہے۔ اگر خریداران کی تعداد کافی ہو اور روپیہ موجود رہے۔ تو یہ سب دقتین اللہ تعالیٰ کے فضل سے رفع ہو سکتی ہین اس واسطے آپ صاحبان کی خدمت مین التماس ہے کہ اب اخبار کیواسطے خریدار پیدا کرنیکا وقت ہے

بدر پریس قادیان مین میان معراج الدین عمر پروپرائٹر کے لئے چھاپا گیا۔

گئے۔ اللہ تعالےٰ کے ایک حکم فرمودہ رسول کی ایک بات کا بھی جو شخص انکار کرتا ہے۔ اور اس کے مخالف ضد کرتا ہے۔ وہ کافر ہوتا ہے۔ اور یہ بھی ان لوگون کی غلطی ہے۔ جو کہتے ہین۔ کہ ہم نماز روزہ ادا کرتے ہین۔ اور تمام اعمال حسنہ بجالاتے ہین۔ ہمین کیا ضرورت ہے۔ یہ نہین جانتے۔ کہ اعمال حسنہ کی توفیق بھی اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہی ملتی ہے۔ ہر قسم کے شرک انفسی آفاقی کا نکالنا۔ خلوص لذت اور احسان کے ساتھ عبادت کا بجالانا۔ یہ کوئی اختیاری بات نہین ہے۔ اس کے واسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہایت ہی ضروری ہے۔ قرآن شریف مین لکھا ہے۔ کہ اگر تم چاہتے ہو۔ کہ خدا کے محبوب بن جائین۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو۔ ان لوگون کو معلوم نہین۔ کہ نیک اعمال کی توفیق فضل الٰہی پر موقوف ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کا خاص فضل نہ ہو۔ اندر کی آلودگیان دور نہین ہوسکتین جب کوئی شخص نہایت درجہ کے صدق اور اخلاص کو اختیار کرتا ہے۔ تو ایک طاقت آسمانی ان کے واسطے نازل ہوتی ہے۔ اگر انسان سب کچھ خود کر سکتا تو دعاؤن کی ضرورت نہ ہوتی۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ مین اس شخص کو راہ دکھاؤن گا۔ جو میرے راہ مین مجاہدہ کرے۔ یہ ایک باریک رمز ہے۔ حدیث مین آیا ہے۔ کہ تم سب اندھے ہو۔ مگر وہ جس کو خدا آنکھین دے۔ اور تم سب مردے ہو۔ مگر وہ جس کو خدا زندگی دے۔ دیکھو یہودیون کے متعلق خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ کہ وہ مثل گدھون کے ہین۔ جن پر کتابین لدی ہوئی ہون۔ ایسا علم انسان کو کیا فائدہ دے سکتا ہے۔ جب تک دل آراستہ نہ ہو۔ ہدایت اور سکینت نازل نہین ہوتی۔ شیطان سے مناسبت آسان ہے۔ مگر ملائک سے مناسبت مشکل ہے۔ کیونکہ اس مین اوپر کو چڑھنا ہے۔ اور اُس مین نیچے گرنا ہے۔ نیچے گرنا آسان ہے۔ مگر اوپر چڑھنا بہت مشکل ہے۔ یہ مقام تب حاصل ہوسکتا ہے۔ کہ انسان درحقیقت پاک ہوکر محبت الٰہی کو اپنے اندر داخل کرلیتا ہے۔ لیکن اگر یہ امر آسان ہوتا۔ تو اولیاء۔ ابدال۔ غوث اور اقطاب ایسے کم یاب کیون ہوتے۔ بظاہر تو وہ سب عام لوگون کی مانند نمازین پڑھتے اور روزے رکھتے ہین۔ مگر فرق صرف توفیق کا ہے۔ ان لوگون نے کسی قسم کی شوخی اور کج روی نہ کی۔ بلکہ خاکساری کا راہ اختیار کیا۔ اور مجاہدات مین لگ گئے۔ جو شخص دنیوی حکام کے بالمقابل شوخی کرتا ہے۔ وہ بھی ذلیل کیا جاتا ہے۔ پھر اس کا کیا حال ہوگا جو خدا تعالیٰ کے فرستادہ حکم کے ساتھ شوخی اور گستاخی سے پیش آتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیا کرتے تھے۔ اللّٰھُمَّ لا تکلنی الی نفسی طرفة عین۔ یا اللہ مجھے ایک آنکھ جھپکنے تک بھی میرے نفس کے سپرد نہ کر۔ اب ان لوگون کے تقوے کے حال کو دیکھنا چاہیئے۔ مین ان کے سامنے آیا۔ میرا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا ہے۔ کیا انہون نے میرے معاملہ مین تدبر کیا؟ کیا انہون نے میری کتب کا مطالعہ کیا؟ کیا یہ میرے پاس آئے؟ کہ مجھ سے سمجھ لین۔ صرف لوگون کے کہنے کہلانے سے بے ایمان۔ دجال اور کافر مجھے کہنا شروع کیا۔ اور کہا کہ یہ واجب القتل ہے۔ بغیر تحقیقات کے انہون نے یہ سب کارروائی کی۔ اور دلیری کے ساتھ اپنا مونہہ کھولا۔ مناسب تھا۔ کہ میرے مقابلہ مین یہ لوگ کوئی حدیث پیش کرتے۔ میرا مذہب ہے۔ کہ نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا ادھر اُدھر جانا الحاد مین پڑنا ہے۔ لیکن کیا اس کی پہلے کوئی نظیر دنیا مین موجود ہے؟ کہ ایک شخص ۲۵ سال سے خدا پر افترا کرتا ہے اور خدا تعالیٰ ہر روز اس کی تائید اور نصرت کرتا ہے وہ اکیلا تھا۔ اور خدا نے تین لاکھ آدمی اس کے ساتھ شامل کردیا۔ کیا تقوے کا حق ہے؟ کہ اس کے مخالف بیہودہ شور مچایا جاوے۔ اور اس کے معاملہ مین کوئی تحقیقات نہ کی جاوے۔ وفات مسیح پر قرآن ہمارے ساتھ ہے۔ معراج والی حدیث ہمارے ساتھ ہے۔ صحابہ کا اجماع ہمارے ساتھ ہے۔ کیا وجہ ہے۔ کہ تم حضرت عیسیٰؑ کو وہ خصوصیت دیتے ہو۔ جو دوسرے کے لئے نہین۔ مجھے ایک بزرگ کی بات بہت ہی پیاری لگتی ہے۔ اس نے لکھا ہے۔ کہ اگر دنیا مین کسی کی زندگی کا مین قائل ہوتا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا قائل ہوتا۔ دوسرے کی زندگی سے ہم کو کیا فائدہ۔ تقوے سے کام لو۔ ضد اچھی نہین۔ دیکھو پادری لوگ گلی اور کوچون اور بازارون مین یہی کہتے پھرتے ہین۔ کہ ہمارا یسوع زندہ ہے۔ اور تمہارا رسول مر چکا ہے۔ اس کا جواب تم ان کو کیا دے سکتے ہین۔ یہ زمانہ تو اسلام کی ترقی کا زمانہ ہے۔ کسوف خسوف بھی پیشگوئی کے مطابق ہوچکا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اسلام کی ترقی کے واسطے وہ پہلو اختیار کیا ہے۔ جس کے سامنے کوئی بول نہین سکتا۔ سوچو۔ ۱۹۰۰ سال تک مسیح کو زندہ ماننے کا کیا نتیجہ ہوا۔ یہی کہ چالیس کروڑ عیسائی ہوگئے۔ اب دوسرے پہلو کو بھی چند سال کے واسطے آزماؤ۔ اور دیکھو۔ کہ اس کا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ کسی عیسائی سے پوچھو۔ کہ اگر یسوع مسیح کی وفات کو تسلیم کرلیا جائے۔ تو کیا پھر بھی کوئی عیسائی دنیا مین رہ سکتا ہے۔ تمہارا یہ طیش اور یہ غضب مجھ پر کیون ہے؟ کیا اسی واسطے کہ مین اسلام کی فتح چاہتا ہون۔ یاد رکھو۔ کہ تمہاری مخالفت میرا کچھ بھی بگاڑ نہین سکتی۔ مین اکیلا تھا۔ خدا کے وعدے کے موافق کئی لاکھ آدمی میرے ساتھ ہوگئے۔ اور دن بدن ترقی ہورہی ہے۔ لاہور مین بشپ صاحب نے یہی سوال مسلمانون کے سامنے پیش کیا تھا۔ ہزارون آدمی جمع تھے۔ اور بڑا بھاری جلسہ تھا۔ یسوع کی فضیلت اس نے اس طرح بیان کی۔ کہ وہ زندہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوچکے ہین۔ تب کوئی مسلمان اس کا جواب نہ دے سکا۔ لیکن ہماری جماعت مین سے مفتی محمد صادق صاحب اُٹھے۔ جو اس جگہ اس وقت موجود ہین۔ انہون نے کہا۔ کہ مین ثابت کرتا ہون کہ قرآن۔ حدیث۔ انجیل سب کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوچکے ہین۔ چنانچہ انہون نے ثابت کردیا۔ تب بشپ کوئی جواب نہ دے سکا۔ اور ہماری جماعت کے ساتھ مخاطب ہونے سے اعراض کیا۔ ان مولویون پر افسوس ہے۔ کہ میری تذلیل کی خاطر یہ لوگ اسلام پر حملہ کرتے ہین۔ اور اسلام کی بے عزتی کرتے ہین۔

تلوار

اور کہتے ہین۔ کہ مہدی آئے گا۔ تو وہ تلوار کے ساتھ دین پھیلائے گا۔ اے نادانو! کیا تم عیسائیون کے اعتراض کی مدد کرتے ہو۔ کہ دین اسلام تلوار کے ساتھ پھیلا ہے۔ یاد رکھو۔ کہ اسلام کبھی تلوار کے ساتھ نہین پھیلایا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی دین جبراً پھیلانے کے واسطے تلوار نہین اُٹھائی بلکہ دشمنون کے حملون کو روکنے کے واسطے اور وہ بھی بہت برداشت اور صبر کے بعد غریب مسلمانون کو ظالم کفار کے ہاتھ سے بچانے کے واسطے جنگ کی گئی تھی۔ اور اس مین کوئی پیش قدمی مسلمانون کی طرف سے نہین ہوئی تھی۔ یہی جہاد کا سر ہے۔ آج کل عیسائیون کے حملے تلوار کے ساتھ نہین ہین۔ بلکہ قلم کے ساتھ ہین۔ پس قلم کے ساتھ ان کا جواب ہونا چاہیئے۔ تلوار کے ساتھ سچا عقیدہ نہین پھیل سکتا۔ بعض بے وقوف جنگلی لوگ ہندؤن کو پکڑ کر ان سے جبراً کلمہ پڑھواتے ہین۔ مگر وہ گھر جاکر پھر ہندو ہی ہندو ہوتے ہین۔ اسلام ہرگز تلوار کے ساتھ نہین پھیلا بلکہ پاک تعلیم کے ساتھ پھیلا ہے۔ صرف تلوار اُٹھانے والون کو تلوار کا مزہ چکھایا تھا۔ اب قلم کے ساتھ، دلائل اور براہین کے ساتھ، اور نشانون کے ساتھ مخالفون کو جواب دیا جاتا ہے۔ اگر خدا کو یہی منظور ہوتا۔ کہ مسلمان جہاد کرین۔ تو سب سے بڑھ کر مسلمانون کو جنگی طاقت دی جاتی اور آلات حرب کی ساخت اور استعمال مین انکو بہت دسترس عطا کیجاتی۔ مگر یہان تو یہ حال ہے

کہ مسلمان بادشاہ اپنے ہتھیار یورپ کے ہاتھون سے خرید کر لیتے ہین۔ تم مین تلوار نہین۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا منشا ہی نہین۔ کہ تم تلوار کا استعمال کرو۔ سچی تعلیم اور معجزات کے ساتھ اب اسلام کا غلبہ ہوگا۔ مین اب بھی نشان دکھلانے کو طیار ہوا ہون۔ کوئی پادری آئے۔ اور چالیس روز تک میرے پاس رہے۔ تلوارون کو تو زنگ بھی لگ جاتا ہے ان نشانات کو جو تازہ ہین۔ کون زنگ لگا سکتا ہے۔

اسلام کے واسطے ایک انحطاط کا وقت ہے۔ اگر ہمارا طریق ان لوگون کو پسند نہین۔ تو فتح اسلام کے واسطے کوئی پہلو یہ لوگ ہم کو تبلائین۔ ہم قبول کر لین گے۔ ایک عقلمند نے شہادت دیدی ہے۔ کہ اگر اسلام کی فتح کسی بات سے ہوسکتی ہے۔ تو وہ یہی بات ہے۔ یہان تک کہ خود عیسائی قائل ہین۔ کہ وفات مسیح کا یہی ایک پہلو ہے۔ جس سے دنیوی مذہب بیخ و بُن سے اکھڑ جاتا ہے اگر یہ لوگ عیسائیت کو چھوڑ دین گے۔ تو پھر ان کے واسطے بجز اس کے اور کوئی دروازہ نہین۔ کہ اسلام کو قبول کرین۔ اور اس مین داخل ہو جائین۔ یہی ایک راہ ہے اگر کوئی دوسری راہ کسی کو معلوم ہے۔ تو اس پر فرض ہے۔ کہ اس کو پیش کرے۔ بلکہ اس پر کھانا پینا حرام ہے۔ جب تک اس پہلو کو پیش نہ کرے۔ اے مسلمانو سوچو اس مین تمہارا کیا حرج ہے۔ کہ عیسیٰ فوت ہوگیا۔ کیا تمہارا پیارا نبی فوت نہین ہوگیا ہے۔ آنحضرت صلعم کی وفات کے نام پر تمہین غصہ نہین آتا۔ عیسیٰ کی وفات کا نام سن کر تمہین کیون غصہ آجاتا ہے۔

میرا مطلب نفسانیت کا نہین۔ مین کوئی شہرۃ نہین چاہتا۔ مین تو صرف اسلام کی ترقی چاہتا ہون اللہ تعالیٰ میرے دل کو خوب جانتا ہے۔ اسی نے میرے دل مین یہ جوش ڈالدیا۔ مین اپنی طرف سے بات نہین کہتا۔ پچیس برس سے خدا کا الہام مجھ سے یہ بات کہلا رہا ہے۔ اسی زمانہ کا یہ الہام ہے۔ الرحمٰن علم القرآن۔ خدا چاہتا ہے۔ کہ مجرم علیحدہ ہو جائین اور راستباز علیحدہ ہو جائین میرے پر حملہ کرنے کا کچھ فائدہ نہین۔ بصیرت والا اپنی بصیرت کو نہین چھوڑ سکتا۔ مین وعدہ کرتا ہون۔ کہ اگر کوئی صادق طالب حق ہو کر میرے پاس آوے۔ مین تازہ تر نشان دکھاؤن گا کیا مین اس قدر یقین کو ترک کر کے تمہاری ظنی باتون کے پیچھے پڑ جاؤن۔ جس شخص کو خدا نے بصیرت دی نشانون کے ساتھ۔ اپنے مخاطبات اور مکالمات کے ساتھ اس کی صداقت پر مہر لگادی۔ وہ تمہاری خیالی باتون کو کیا کرے اگر تم اس قدر باتون کو دیکھ کر بھی ایمان نہین لاسکتے تو

اعملوا علیٰ مکانتکم انی عامل فسوف تعلمون

تم اپنی جگہ اپنا کام کرو۔ مین اپنا کام کرتا ہون۔ عنقریب تمہین معلوم ہو جائے گا۔ کہ سچا کون ہے۔

آخری فیصلہ تازہ اخبار از لودیانہ - ۵ - نومبر ۱۹۰۵ء آج ۵ - نومبر اتوار کے دن صبح دس بجے کے بعد حضرت اقدس بمعہ خدام لودیانہ بخیر و عافیت پہنچ گئے۔ کل ۴ - نومبر کو چونکہ دہلی سے روانگی کی طیاری تھی اور دن بھر اسی کام مین گذرا۔ اس واسطے کل مین اخبار کے واسطے کوئی ڈائری ارسال نہ کرسکا۔ اس واسطے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ آج کے لدہیانہ مین پہنچنے کے اخبار کی تحریر سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ کل کی دہلی کی کیفیت مختصراً بیان کرون۔ کل کی باتون مین سے زیادہ تر قابل ذکر بات یہ ہے کہ ایک نوجوان معلوم نہین۔ طالب علم تھا۔ یا مولوی صاحبان مین شامل تھا۔ چند اور مسجد کے طلباء اور مولوی لوگون کے ہمراہ حضرت کے پاس آیا۔ اور نہایت گستاخی کے ساتھ بہت ہی کج بحثی کی گفتگو شروع کی۔ مسئلہ متعلق موعود مسیح اور الیاس کے موعود ہونے کی بابت تھا حضرت نے بار بار نہایت نرمی سے اس کو سمجھایا۔ کہ جس کے آنے کے متعلق خدا نے وعدہ کیا۔ کہ وہ آئے گا۔ وہ موعود ہے۔ مگر وہ بار بار یہی کہتا رہا۔ کہ موعود کا لفظ دکھاؤ اور توریت مین الیاس کے متعلق موعود کا لفظ دکھاؤ بہت ہی سمجھایا گیا۔ مگر وہ بار بار تکذیب کرتا گیا۔ اور نہایت شوخی کے ساتھ انکار کرتا گیا۔ اس کی زبان نہایت تیز چلتی تھی۔ اور کوئی تقویٰ کی خوشبو اس مین نہ تھی۔

آخر حضرت نے فرمایا۔ کہ مین نے بہت سمجھایا ہے قرآن اور حدیث کو پیش کیا ہے۔ گذشتہ انبیاء کے حالات کو پیش کیا ہے۔ منہاج نبوت کو تمہارے سامنے رکھا ہے۔ خدا تعالیٰ کے نشانات دکھلائے مین۔ اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت کی دلیل پیش کی ہے۔ پھر اگر تم نہین مانتے اور ضد سے باز نہین آتے۔ تو عنقریب خدا تعالیٰ تم سے حساب لیگا۔ صرف مرنے کے بعد نہین۔ بلکہ اسی دنیا مین تم کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ مین صادق ہون یا کاذب ہون۔ خدا نے مجھے اور نشانون کا بھی وعدہ دیا ہے۔ جنمین سے ایک طاعون ہے اور ایک زلزلہ ہے۔ تھوڑا اور صبر کرو۔ چند سالون مین تم دیکھ لوگے۔ کہ کیا ہوتا ہے۔ اگر یہ عذاب تم پر نازل ہوئے۔ تو خود ثابت ہو جائے گا۔ ورنہ یہ ظاہر ہوگا۔ کہ مین باطل پر ہون۔ انسان امن اور راحت کی حالت مین باتین بناتا ہے۔ مین نے اچھی طرح دیکھ لیا ہے۔ کہ یہ وہ وقت نہین۔ کہ لوگ مانین۔ لیکن وقت عنقریب آنیوالا ہے۔ جب کہ خدا کے وعدے پورے ہون گے۔ اور لوگون پر ظاہر ہو جائے گا۔ کہ صادق کون ہے اور کاذب کون ہے۔ اگر مین خدا کی طرف سے نہین تو مین خود بخود تباہ ہو جاؤن گا۔ اور تم آسودگی سے زندگی بسر کروگے۔ مین خدا کا نشان پیش کرتا ہون ذرا دانتون مین زبان لو۔ کہ خدا کا عذاب آنیوالا ہے مجازی گورنمنٹ کے ساتھ جو آدمی زیادہ قیل و قال کرتا ہے۔ وہ بھی پکڑا جاتا ہے۔ مین نے جو کچھ پیش کرنا تھا۔ وہ پیش کر دیا۔ تواتر پیش کر دیا۔ خدا اور رسول کا کلام پیش کیا۔ نشانات تائید و نصرت پیش کئے اب خدا کا وعدہ ہے۔ کہ تکذیب کرنے والون پر مین عذاب کی مار مارون گا۔ تھوڑے دن صبر کرو اگر خدا سچا ہے۔ اور مین اس کی طرف سے ہون تو عنقریب تم لوگون کو معلوم ہو جائے گا۔

دہلی سے روانگی شام کے ۸ بجے حضرت بمعہ خدام دہلی سے روانہ ہوئے۔ ایک پوری سیکنڈ کلاس گاڑی ریزرو کرائی گئی۔ اور باقی ٹکٹ بھی جھ [illegible] اور درجہ سوم کے خرید کئے گئے۔ راستہ مین سرہند کے اسٹیشن پر چند دوست شامل ہوئے۔ صبح کے ۸ بجے کے قریب گاڑی لودہیانہ کے اسٹیشن پر پہونچی۔ جہان قریب ایک ہزار کے آدمی حضرت کے استقبال اور زیارت کے لئے موجود تھا۔

شکریہ دہلی پیشتر اس کے کہ دہلی سے روانگی کے مضمون کو مین ختم کرون۔ یہ ضروری ہوگا۔ کہ دہلی کا شکریہ ادا کیا جائے۔ عوام کا بھی اور خواص کا بھی اور سب سے بڑھکر احباب کا۔ عوام کا اس واسطے کہ سوائے معدودے چند آدمیون کے عموماً سب لوگ سلوک اور مروت کے ساتھ پیش آئے۔ اور حضرت کی باتون کو توجہ سے سنتے رہے۔ گو کسی نے خاص دہلی کے رہنے والون مین سے بیعت نہین کی۔ مگر دہلی وہ دہلی نہین رہی۔ جو آج سے چودہ سال پہلے تھی۔ بلکہ دل بہت نرم ہو گئے ہین۔ اور لوگ توجہ کے ساتھ حضرت کی باتین سنتے رہے۔ اکثر نے اقرار کیا۔ کہ آپ سچے ہین۔ اور مسیح مرگیا ہے۔ بعض نے اپنی پچھلی گستاخیون کی معافی چاہی۔ پھر خواص نے کوئی مخالفت نہین کی۔ بلکہ جس کسی کو ملنے کا اتفاق ہوا۔ محبت اور سلوک سے ملا۔ بعض نے حضرت کو السلام علیکم کہلا بھیجا۔ باقی رہے احباب جن کی تعداد شہر دہلی مین بہت ہی تھوڑی ہے۔ اور انگلیون پر گنے جاسکتے ہین۔ خدا ان مین برکت عطا کرے۔ ان کے نام نامی یہ ہین میر قاسم علی صاحب سابق سپرنٹنڈنٹ یتیم خانہ اسلامیہ جن کو مسلمانون نے اس کام سے صرف اس واسطے موقوف کر دیا۔ کہ وہ احمدی ہین۔ ہم سانحہ دہلی میر صاحب موصوف

کے نہایت ہی مشکور ہیں۔ انھوں نے ایام رہائش دہلی میں اپنے آپ کو حضرت اقدس اور آپ کے خدام کی خدمت کے واسطے بالکل وقف کر دیا تھا۔ ہر وقت ڈیرہ مسیح پر ہر قسم کی خدمت کے واسطے طیار موجود رہتے تھے۔ علاوہ اپنی خدمات کے اپنے ملازموں کو بھی اسی کام پر لگا دیا۔ اور وہ بھی رات دن ہماری خدمت میں مصروف رہے۔ یہ صاحب جماعت احمدیہ دہلی کے سکرٹری بھی ہیں اللہ تعالیٰ ان کے اخلاص میں برکت دے۔ اور ان کو جزائے خیر عطا فرماوے۔ آمین

۲- ہمارے عزیز دوست بابو محمد اسمٰعیل صاحب ٹھیکہ دار و ایڈیٹر رسالہ المنصور۔ یہ دوست باوجود اپنی ضروری مصروفیتوں جو ان کو اپنے کاروبار ٹھیکہ داری اور پریس کے متعلق تھیں۔ اکثر مکان حضرت پر اپنے خود کے مکان سے تشریف لا کر خدمت میں مصروف رہتے رہے۔ اس عزیز بھائی کو سلسلہ حقہ کی اشاعت کے واسطے بڑا جوش ہے کئی ایک کتابیں اس کے متعلق لکھ ڈالیں۔ ۳- مخدومی ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب جو اپنی قابل تقلید چستی اور ہوشیاری کے ساتھ اپنے فرائض منصبی کے ہاتھوں سے وقت چھین چھین کر حضرت کی خدمت کے واسطے حاضر ہوتے رہے۔ اکثر رات کو بہت دیر کے بعد گھر واپس جاتے اور ہر طرح کی خدمت دلی محبت سے کرنا اپنا فخر جانتے تھے

۴- میرے پیارے بھائی جان عبد العزیز صاحب جنھوں نے حیرت کی حیرانی کی دو جلدیں لکھکر ایک مخالف سلسلہ حقہ کی ایسی خبر لی ہے۔ کہ غیر مذاہب کے لوگوں نے بھی اس کی بڑی تعریف کی ہے۔ ۵- میاں عطاء اللہ خان صاحب جو دفتر سرکاری میں چپراسی ہیں۔ ایک غریب محبت سے بھرے ہوئے آدمی ہیں۔ انہوں نے حضرت کی خدمت کے واسطے اپنے دفتر سے کئی دن کی رخصت حاصل کی۔ اور رات دن خدمت میں مصروف رہتے رہے۔ مجھے ان کے لئے ایک خاص شکریہ کا موقع بھی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ مجھے اخبار بدر کے واسطے ڈائری کی ڈاک آخری وقت میں روانہ کرنے واسطے بعض دفعہ یہ صاحب رات کے دس بجے میری چٹھیاں ریل پر لے جایا کرتے۔ خدا تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے شروع میں تین وقت دہلی کے احباب نے تمام قافلہ کی دعوت کی۔ اور بابو محمد اسمٰعیل صاحب نے اس کے بعد بھی دو دفعہ دعوت دی۔ ان کے علاوہ دو تین اور بیرونی دوست بھی دہلی میں رہتے ہیں۔

کتاب سفر دہلی دہلی کی تقریریں اور دیگر حالات ہنوز سلسلہ وار شایع ہوتے رہینگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اور اگر خدا تعالیٰ کو منظور ہوا اور اس نے توفیق دی۔ تو سفر دہلی پر ایک مستقل کتاب لکھ کر انشاء اللہ تعالےٰ میں شایع کرونگا۔ وما توفیقی الا باللہ۔

دہلی کو وعدہ دہلی میں قبولیت کی کسی قدر طیاری دیکھکر اور وہاں کے لوگوں کو مہذب پاکر حضرت نے ارادہ ظاہر فرمایا ہے۔ کہ کسی مناسب موقعہ پر پھر دہلی تشریف لے جائیں۔ اور دو ماہ تک وہاں قیام رکھیں۔

لدھیانہ جیسا کہ اوپر بیان کر چکا ہوں۔ لدھیانہ کے اسٹیشن پر بہت کثرت سے آدمی جمع تھے۔ علاوہ شہر کے لوگوں کے لدھیانہ کے ارد گرد کے گاؤں۔ اور پٹیالہ۔ ماہول سرہند۔ غوث گڈھ۔ ماچھی واڑہ۔ کپورتھلہ۔ بنگہ۔ حاجی پور بسی۔ مالیر کوٹلہ وغیرہ وغیرہ مقامات سے احباب اور دیگر زائرین جمع ہیں۔ احباب لدھیانہ گاڑیاں لے کر اسٹیشن پہ پہنچ گئے تھے۔ اور ایک بہت وسیع مکان مردانہ اور زنانہ پہلے سے ہر طرح آراستہ طیار تھا۔ اور ہر طرح کا انتظام کھانے وغیرہ کا بہت عمدہ تھا۔ آج شام کو حضرت مولوی نور الدین صاحب کا وعظ ہوا۔ کل صبح آٹھ بجے حضرت امام کا وعظ ہوگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔ لدھیانہ کے دو مخالف مولویوں نے جن میں سے ایک کا نام سعد اللہ ہے گندے اشتہارات مخالفت میں دئے۔ اخویم شیخ یعقوب علی صاحب نے ہر دو کا جواب لکھا ہے۔ جو کل تک انشاء اللہ شایع ہو جاویگا۔ آج شام کو میں صاحب ایڈیٹر نور افشاں سے ملاقات کو گیا۔ جو کہ ایک انگریز ہیں۔ مختلف مسائل پر گفتگو ہوئی۔ صاحب موصوف ایک خلیق آدمی ہیں ہماری باتوں کو نہایت غور سے سُنا۔ مفصل گفتگو پھر کسی موقعہ پر درج ہوگی۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

رشید میرٹھ دہلی سے پنجاب کو آتے ہوئے میرٹھ راستہ میں پڑتا ہے۔ اور وہاں کے بعض احباب دہلی میں پہنچ گئے تھے۔ جن میں سے ایک مخدومی اخویم شیخ عبد الرشید صاحب ہیں۔ جنہوں نے کتاب ضرورت الامام چھپوا کر پانچ سو جلد مفت تقسیم کی۔ ان کے الفاظ کتاب پر یہ ہیں۔ یہ رسالہ نافع راہنمائی اسلام جو آفتاب صداقت امام الوقت کی شناخت کا ہر ذی ہوش منصف مزاج کے واسطے کافی ذریعہ ہے۔ شکریہ تشریف آوری جناب حجت اللہ فی الارض مسیح موعود علیہ السلام بمقام دہلی مطبع احمدی صدر بازار کمپ میرٹھ کی طرف سے پانسو جلد بلا قیمت ناظرین منصفین کے ملاحظہ کے واسطے تقسیم کی گئیں۔ خدا قبول کرے۔ آمین کل جلد ایک ہزار چھاپی گئی ہے۔ پانچ سو قیمتاً دیجائیگی۔ قیمت فی رسالہ ۲ ہے

بقیہ ڈائری دہلی ۲۹- اکتوبر ۱۹۰۵ء روز شنبہ دہلی کے ارد گرد بہت سی ویران مساجد کا تذکرہ تھا۔ حضرت نے فرمایا۔ ان کا مرمت کرنا کچھ مشکل امر نہ تھا۔ اگر [illegible] چاہتے۔ تو کر لیتے۔ مگر جب خدا تعالیٰ کسی امر سے توجہ [illegible] دیتا ہے۔ تو پھر کوئی کر ہی کیا سکتا ہے۔ علاوہ ازیں بعض مسا[illegible] بھی صحیح نیت سے نہیں بنوائی جاتیں۔ بلکہ صرف اس واسطے [illegible] بنائی جاتی ہیں کہ ہماری مسجد ہو۔ اور کہلائے۔ فرمایا کل امور [illegible] نیت اور دل کے تقوے پر موقوف ہیں۔ ایک بزرگ [illegible] پاس بہت دولت تھی۔ کسی نے اعتراض کیا۔ اس نے جواب [illegible] کہ اندا ختم در بغل۔ مگر انداختم در گل۔ یعنی خدا کے [illegible] دل لگا کر جب انسان دنیوی کاروبار کرتا ہے۔ تو کوئی شے [illegible] سے مانع نہیں ہو سکتی۔ خواہ کتنے ہی بڑے مشاغل کیوں [illegible] ہوں۔

ہندستان میں اسلام فرمایا کہ یہ بالکل غلط ہے۔ کہ ہند میں اسلام تلوار کے ذریعہ سے پھیلا۔ ہرگز نہیں۔ ہند میں اسلام بادشاہوں نے ہرگز نہیں پھیلایا۔ بلکہ ان کو تو دین کی طرف بہت ہی کم توجہ تھی۔ اسلام ہند میں ان مشائخ اور بزرگان دین کی توجہ دعا اور تصرفات کا نتیجہ ہے۔ جو اس ملک میں گذرے تھے۔ بادشاہوں کو یہ توفیق کہاں ہوتی ہے۔ کہ دلوں میں اسلام کی محبت ڈالدیں۔ جب تک کوئی آدمی اسلام کا نمونہ خود اپنے وجود سے ظاہر کرے۔ تب تک دوسرے پر اس کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ یہ بزرگ اللہ تعالےٰ کے حضور میں فنا ہو کر خود مجسم قرآن اور مجسم اسلام اور مظہر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بن جاتے ہیں۔ تب اللہ تعالےٰ کی طرف سے ان کو ایک جذب عطا کیا جاتا ہے۔ اور سعید فطرتوں میں ان کا اثر ہوتا چلا جاتا ہے۔ نو نے کروڑ مسلمان ایسے لوگوں کی توجہ اور جذب سے بن گیا۔ تھوڑے سے عرصہ میں کوئی دین اس کثرت کے ساتھ کبھی نہیں پھیلا۔ یہی لوگ تھے۔ جنھوں نے صلاح و تقویٰ کا نمونہ دکھلایا اور ان کی بُرہان قوی نے جوش مارا اور لوگوں کو کھینچا۔ مگر یہ بزرگ بھی عوام کی طعن و تشنیع سے خالی نہ تھے۔ گو ہم زیادہ تر ان لوگوں کے آگے گالیوں کے لئے تختہ مشق ہو رہے ہیں تاہم ان سب نے دُکھ اٹھایا یہ ہمارے علماء ہمیشہ کچھ نہ کچھ کرتے ہی رہے ہیں۔

سماع ذکر آیا کہ بعض بزرگ راگ سنتے ہیں۔ آیا یہ جائز ہے فرمایا۔ اس طرح بزرگان دین پر بدظنی کرنا اچھا نہیں حسن ظن سے کام لینا چاہئیے۔ حدیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اشعار سُنے تھے۔ لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک صحابی مسجد کے اندر شعر پڑھتا تھا۔ حضرت عمر اس کو منع کیا۔ اس نے جواب دیا۔ میں نبی کریم کے سامنے مسجد میں شعر پڑھا کرتا تھا۔ تو کون ہے۔ جو مجھے روک سکے۔ یہ سُنکر حضرت امیر المؤمنین بالکل خاموش ہو گئے۔ قرآن شریف کو بھی خوش الحانی سے پڑھنا چاہئیے۔ بلکہ اس قدر تاکید ہے۔ کہ جو شخص قرآن شریف کو خوش الحانی سے نہیں پڑھتا۔ وہ ہم میں سے نہیں ہے